THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Saturday, the January 28, 2012
(77th Session)
Volume X, No. 09
(Nos. 01-10)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran………………………	1
2.	Leave of Absence…………………………………….	
3.	Motion for suspension of Questions Hour…………..	
4.	Adjournment Motion:	
	• Use of substandard CNG cylinders…………	
	• Routine sexual harassment in most of the international non-governmental organizations…	
5.	Legislative Business………………………………….	
6.	Points of order………………………………………..	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X	SP.IX(10)/2011
No. 09	130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, January 28, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ
التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى إِلَى الْإِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔(پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے۔ اور اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

سورۃ الصف آیات نمبر ۶ تا ۸

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Leave applications لے لیتے ہیں۔ حاجی محمد عدیل صاحب ناسازئ طبیعت کی بنا پر مورخہ 25 تا 26 جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 24 تا 28 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد جہانگیر بدر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17، 23 اور 26 تا 28 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرحت عباس صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Please move motion for suspension of the Question Hour.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Thank you Mr. Chairman. I move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 regarding the Question Hour, be dispensed with.

Mr. Chairman: I put the motion to the House.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: اب Adjournment Motions لے لیتے ہیں۔ جی پروفیسر صاحب! آپ کے Adjournment Motions ہیں۔ سیریل نمبر ایک پر ہے on the use of substandard CNG cylinders. آپ اپنا motion read کرلیجیے۔

Adjournment Motion: Use of Substandard CNG Cylinders

Senator Prof. Khurshid Ahmed: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion.

It has been reported in the Daily Times on Monday, 19th December, 2011 that incidents of substandard CNG cylinder's explosions have been on the rise. Fifty innocent people have been killed by CNG cylinder's explosions in public vehicles in different parts of the country merely in the span of one month.

I seek the permission of the House and suggest that the normal business of the House be suspended to discuss this issue of national importance.

Mr. Chairman: Minister Sahib, is it opposed?

Dr. Asim Hussain (Federal Minister for Petroleum and Natural Resources): Yes, it is opposed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس Adjournment Motion کے تحت میں نے آدھے درجن سے زیادہ اخبارات کی clippings دی ہیں جو صرف نومبر کے آخری ہفتے سے لے کر دسمبر کے تیسرے ہفتے تک کی ہیں۔ فیصل آباد، سکھر، لاہور، جیکب آباد یعنی ملک کے طول و عرض میں سلنڈر پھٹ رہے ہیں، دونوں مقامات پر گھروں اور فیکٹریوں میں بھی اور اس سے زیادہ گاڑیوں میں۔ گاڑیوں میں instant death ہوتی ہے۔ اس week کی report کے اندر صرف ایک گاڑی میں 13 افراد، جن میں 9 بچے شامل تھے شہید ہوئے۔ دوسری گاڑی میں یہ تعداد 15 تک پہنچی۔ اخبارات کی reports سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں، لاکھوں کی تعداد میں defective اور substandard cylinders ہیں۔ اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے نگرانی کرنے والوں پر ، ان cylinders کے سپلائی کرنے اور انہیں use کرنے والوں پر۔ یہ dance of death ہے۔ اگر اس سے بھی زیادہ اہم مسئلہ کوئی اور وزیرِ موصوف کی نگاہ ہو، تو میں ان سے رہنمائی حاصل کروں گا لیکن اگر اس تیزی کے ساتھ لوگ ایک ایسی چیز سے جو محض صحیح نگرانی کے نہ ہونے کی وجہ سے یا بے ایمانی کی بنا پر یعنی جن vehicles سے، جن مکانات کے اندر یہ supply کی جاتی ہیں، جن فیکٹریوں میں یہ چیزیں لگی ہوئی ہیں، وہ بھی بلاشبہ ذمہ دار ہیں لیکن اولین ذمہ داری حکومت کی اور supervisory authorities کی ہے۔ جب یہ چیز بار بار press اور reports کے ذریعے حکومت کے سامنے آرہی ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی موثر اقدام نہیں کرتی کہ ان کا proper survey ہو، check کیا جائے۔ جہاں ان کے sale points ہیں، ان پر نگرانی کی جائے۔ اس طرح ہم نے لوگوں کو دستور کے fundamental right of life protection سے محروم کر دیا ہے۔

اس وقت میں صرف اس کی اہمیت اور gravity اور ملک میں اس کے wide spread ہونے کے بارے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ بظاہر اس میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آرہی کہ اسے روکنے کے لیے حکومت نے کوئی اقدام کیا ہو۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فوری، قومی اہمیت اور انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔ اس کا تعلق حکومت سے ہے۔ اس کا تعلق اس انتظامی مشینری سے ہے جو حکومت کے تحت ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہر اعتبار سے یہ Adjournment Motion شرائط پر پورا اترتی ہے۔ اسے منظور کیا جائے اور اس پر full dress discussion سینیٹ میں ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

Dr. Asim Hussain: Mr. Chairman, I oppose this Adjournment Motion under Rule 75 but I would like to give a policy statement on this.

The fact of the matter is that I totally agree with the honourable speaker that there have been a lot of deaths because of not only substandard cylinders but also CNG kits.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! منسٹر صاحب policy statement دے رہے ہیں، وہ آپ کی بات سے اتفاق کر رہے ہیں، ہوسکتا ہے you will not press it اس لیے میری request ہو گی کہ ذرا توجہ دیجیے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں۔

Dr. Asim Hussain: Unfortunately, there have also been conversion of the CNG cars and buses at roadside which are not up to the standard. The Government is cognizant and aware of the fact and looking into it. It is actually the duty of OGRA which is a regulatory body and it lies again under the Cabinet Division. The Ministry of Petroleum only gives guidelines and policies to OGRA to follow.

Secondly, it is also the duty of the Department of Explosives. Up till now, the Department of Explosives was with the Ministry of Industries and unfortunately, again due to some error, explosives which had to be given to the provinces, have not been notified after the 18th Amendment but the Government is trying to work out a formula……………..

(To be continued………T03)

T3-28-01-2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf 11:00 A.M.

Senator Dr. Asim Hussain (Minister for Petroleum and Natural Resources): (Continue …T2) Secondly, it is also the duty of the Department of Explosives, up till now the Department of Explosives worked with the Ministry of Industries and unfortunately again due to some error explosives which had to be given to the provinces have not been notified after the 18th Amendment. The Government is trying to work out a formula trying

to resolve this issue and the Cabinet has also taken this issue, the ECC and at different forums we are under discussions and as soon as a comprehensive policy is available, we shall make it available to the House. I think it will take a couple of weeks for the report to be available and then it will be given to the honourable members and then we can take it. Thank you.

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پہلے تو میں وزیر صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے دیانتداری سے صورت حال ہمارے سامنے رکھی، I welcome this لیکن آپ دیکھیں کہ جو انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس میں ہمارے سامنے پہلی بات یہ آئی کہ فی الحقیقت OGRA کا supervisory oversight کا نظام غیر مؤثر ہے۔ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ واقعات ہوئے ہیں، ہو رہے ہیں اور اس وجہ سے ہو رہے ہیں کہ defective, damaged, sub-standard سلنیڈر استعمال کیے جا رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جس حقیقت کی بنیاد پر میں نے یہ motion move کیا یعنی جانوں کا ضائع ہونا، اس کی وجہ سلنیڈروں کا sub-standard ہونا اور مجاز Regulatory Authority یہ کام نہیں کر سک رہی، ان کے بیان سے یہ تینوں باتیں established ہو گئی ہیں۔ دوسری بات جو ان کے سامنے آئی اور میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بات کو اس ایوان سے share کیا لیکن وہ اور بھی serious ہے کہ 18th Amendment April 2010 کو منظور ہوئی، explosives کا معاملہ سب سے زیادہ sensitive اور نازک ہے اور جس کا تعلق انسانوں کی جانوں سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی تک appropriate process تک طے نہیں ہوا ہے کہ کیا کام صوبوں کو جائے گا؟ کیا کام مرکز کرے گا؟ نئی modalities کیا ہوں گی؟ یہ کیا governance ہے؟

جناب والا! اس بیان کی روشنی میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے میری تجویز کی تائید کی ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر، انسانی جانوں سے اس کا تعلق، directly government کی ذمہ داری اور وزیرِ محترم کا اعتراف یہ دو major lapses ہیں، ایک جو Regulatory Authority ہے، اس نے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی اور دوسری چیز اس سے بڑی یہ ہے کہ explosives کے سلسلے میں جو policy April 2010 کے فوراً بعد طے ہو جانی چاہیے تھی، وہ آج تک طے نہیں ہو سکی

اور وزارتوں کے درمیان اختلاف ہو رہا ہے کہ کیا چیز کس کی ذمہ داری ہے اور لوگ مر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ اہم چیز کیا ہو گی؟ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ اس کو ضرور منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی motion is in order, پھر leave کے لیے we will have to ask the House. وزیر صاحب! آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ oppose کر رہے ہیں؟ آپ تو ان کی بات کی تائید کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب والا! میں بالکل oppose کر رہا ہوں۔ انہوں نے جو بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: تو پھر we will have to ask the House whether the Member has the leave, ٹھیک ہے۔

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: Professor *Sahib*, leave not granted.

اگر آپ کہتے ہیں تو میں پھر rules کے مطابق rise کرا دوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: نہیں ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی ابھی تو admit نہیں ہوا، Rule 79 کا embargo نہیں آتا اور واقعی ہے بھی ایسا ہی۔ یہ آخری والا لے لیتے ہیں۔ اگر Rule 79 کے تحت admit ہو جائے تو پھر نہیں ہوتا، ابھی admit نہیں ہوا۔ بخاری صاحب! Please read out Rule 79 for the benefit of the members also. یہ admit نہیں ہوا، اس لیے we can take up the second one.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Mr. Chairman! Rule 79:–

"Notwithstanding anything contained in this Chapter, not more than one motion shall be admitted on any one day; but motions, if any, remaining unconsidered as regards their admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received".

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، یہ admit نہیں ہوا۔.We can take it up now اس میں last والا لے لیتے ہیں، یہ بھی burning ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے دو ہیں، ایک KESC کی prices پر ہے اور ایک دوسرا ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان میں Advisor on Human Rights موجود ہیں، ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ اس میں انہیں کوئی اپوزیشن تو نہیں ہے۔.Professor *Sahib* please read out the adjournment motion

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move the following adjournment mtion:-

"It has been reported in the Daily "Times" dated 30th July, 2011 that the sexual harassment has become a routine in most of the International Non-governmental Organizations and this situation is creating problems for educated female employees workers. The INGOs and NGOs have no policy against sexual harassment at work place due to which cases of sexual harassment are continuously increasing. The female employees work with them without compromising their honour and respect. This is a matter of national importance and also of public importance and I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this matter."

جناب چیئرمین: جی مشیر صاحب۔

(جاری-----T4)

T04-28Jan2012 Ashraf/Ed.Mubashir Er.3 1120

Mr. Chairman: Yes, Minister *Sahib*.

جناب مصطفٰے نواز کھوکھر: Honourable Chairman *Sahib*, Honourable Senator نے جن چیزوں کا ذکر کیا اور specially جس رپورٹ کے حوالے سے انہوں نے Adjournment motion move کیا ہے اسی اخباری رپورٹ کا آخری پیراگراف to bring it into perspective میں اس کو پڑھ دیتا ہوں جی۔

The source said that the government made a policy to have a check on the INGOs and NGOs which are mostly working for the human rights and specially rights of females but whenever such incidents happen with NGO employees they even don't pass any comment.
اس میں سب سے پہلی چیز میں honourable Senator اور ہاؤس کی خدمت میں عرض کردوں کہ Human Rights Ministry کا
mandate is very limited under Rules of Business. ہمارا mandate ہم NGOs یا INGOs کی کوئی
regulatory authority نہیں ہیں۔ ہمارے Rules of Business ہمیں mandate کرتے ہیں کہ ہم نے International
Human Rights کے حوالے سے جو obligations, conventions and treaties پاکستان نے international
arena پر لی ہوئی ہیں وہاں پر reporting کریں اور اس کے علاوہ پورے ملک کے اندر overall human rights situation کو
monitor کریں۔ INGOs and NGOs کی حد تک ہمارا regulatory role بالکل نہیں ہے۔ اچھا ہوتا کہ جن صاحب نے یہ
رپورٹ کی ہے وہ اس میں قانون کا ذکر بھی کردیتے جو اسی حکومت نے پاس کیا لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ اس میں اس قانون کا بالکل ذکر نہیں
ہے لیکن honourable Senator نے اپنی تقریر میں اس چیز کا ذکر کیا کہ اسی پارلیمنٹ نے already protection against
harassment of women at work place Act 2010 پاس کیا ہے اور اس Act کے تحت every organization is
required to make a three member committee to hear complaints against sexual harassment
within their organization. اور اسی طرح Ombudsman کا ایک ادارہ بھی انہی complaints کو deal کرنے کے لیے
establish کیا گیا ہے۔ اس میں ایک National Commission on Women exist کرتا ہے اس commission کے تحت
ایک National Implementation Watch Committee بنائی گئی ہے۔ اس کمیٹی کے ساتھ اس وقت figures میرے پاس
موجود ہیں وہ Total number of organizations including INGOs and NGOs registered with them
are 571 and number of organization amongst those who have already registered and who
have adopted the code of conduct are 337. اس کے علاوہ میرے پاس cases and complaints کا بھی کچھ
statistical data موجود ہے۔ گزارش اس میں یہی ہے کہ already ایک law پاس کیا جا چکا ہے جس کے تحت ہر
organization کو ایک کمیٹی بنانی ہے اور وہ کمیٹی sexual harassment کے cases سننے کی مجاز ہے۔ ہمارا role بڑا

limitedہے۔ ہم INGOs and NGOs کی regulatory authority نہیں ہیں howeverاگر کوئی ایسا کیس نوٹس میں آتا ہے کہ جس میں کوئی violationہوئی ہو اور اس violationکے لیے کوئی grievance mechanism invoke نہیں کیا گیا ہے تو اس میں ہم interveneکرسکتے ہیں اور relevant authoritiesکو ہم یہ کہہ سکتے ہیں، pursue کرسکتے ہیں کہ اس پر normal course of lawاختیار کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب، یہ کہتے ہیں کہ NGOs پر ان کا اختیار نہیں ہے یا jurisdiction نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اس پر law بننا چاہیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ میری adjournment motionہے لیکن میں نے یہ نہیں کہا کہ Human Rightsکا وزیر یا Advisor اس کا جواب دے، میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے تو issueرکھا ہے۔ اس کی ذمہ دار پوری governmentہوتی ہے کوئی ایک شعبہ نہیں۔ جو ہم نے قانون بنایا ہے، سب نے مل کر بنایا ہے اور consensusسے بنایا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کا enforcementکس پوزیشن میں ہے۔ یہ three member committeesبن رہی ہیں یا نہیں۔ جہاں نہیں بنی ہیں تو کیوں؟ جہاں بن رہی ہیں وہاں سے کیا complaintsآرہی ہیں یعنی یہ کام حکومت کا ہے کہ جب کوئی قانون بنائے تو اس وقت قانون کی implementationکے لیے جس پالیسی کی اور جن اداروں کی ضرورت ہے وہ لائے۔ اگر وہ نہیں ہیں تو اس سے میری adjournment motion کی اہمیت بڑھ گئی تاکہ اس میں lacunas and gapes کو ہم identifyکرسکیں اور حکومت ان کو پورا کرے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں بھی وہی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کہ *Sahib* advisor کی بات اس کی ضرورت کو strengthenکرتی ہے کہ ان حالات کو پیدا کرنے کی causesکا قرار واقعی تدارک ہونا چاہیے جس کے لیے ضروری ہے کہ سینیٹ اس کے سارے پہلوؤں کو discussکرے اور اس کے بعد مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ادارے بنائے، وہ پالیسی بنائے جس کے نتیجے کے طور پر ان چیزوں کا خاتمہ کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین: سوال یہ پیدا ہوگا کہ اگر اس adjournment motion کے اندر جب قانون کا اطلاق نہیں، اور ان کو کنٹرول نہیں ہے تو whether we can discuss it under the adjournment motion?جی ڈار صاحب!

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب !بات یہ ہے کہ آپ نے خود ہی دیکھا ہے اور observe بھی کیا ہے کہ دونوں ministers *Sahban* کو دونوں issues پر اور ان jurisdiction basis کیے گئے ہیں adjournment motions oppose نے deny نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ issues اگر ہیں ، adjournment motion basically relates to an issue ایک یا زیادہ issues اور اس کی اگر jurisdiction نہیں ہے تو ہمیں اس کا حل دیکھنا ہے۔ اگر یہاں relevant minister جس نے اس کو deal کرنا ہے وہ یہاں نہیں ہے. that does not actually make a basis to oppose یا issue oppose کیا جائے کہ یہ غلط ہے یا ٹھیک نہیں ہے پھر تو adjournment motion کو oppose کرنے کی sense بنتی ہے۔ ڈاکٹر اعظم صاحب نے اسی basis پر کہا کہ جی اوگرا پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ Ogra is a regulatory body which functions under somebody. So, if the issue is there then that particular authority یا ذمہ دار کو یہاں آکر جواب دینا چاہیے۔ میرا خیال ہے جناب، اس کو ذرا review کریں otherwise یہ پھر territorial or jurisdiction basis پر issues کو set aside کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: Yes, Bokhari *Sahib*, It is a problem arising over there.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ جن issues کو honourable Senator نے refer کیا اور Advisor *Sahib* نے respond بھی کیا، اس پر already legislation ہوئی ہے اور work place and harassment کے حوالے سے قانون سازی ہوئی ہے۔ and if they intend to have some amendments in that legislation اور یہ اس کو اور زیادہ موثر کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی آئین میں اور rules میں طریقے موجود ہیں کیونکہ ابھی this relates to further legislation and rule 75 categorically says کہ جب ایسا معاملہ جس کو قانون سازی سے حل کیا جا سکے وہ adjournment motion کے ذریعے raise نہیں ہو سکتا یا admit نہیں ہو سکتا۔ I think they want to suggest something certainly certainly we will welcome those suggestions اور اگر اس میں قانون سازی کے ذریعے سے بہتری لانا چاہتے ہیں تو we will assist them also.

Mr. Chairman: Ok, I think as the objection is taken, we will have to ask the House whether the member has the leave to move the motion. Is there any objection? And objection has come and then I will ask the members to rise, and it should be one fourth. Prof. *Sahib*! should I take the vote counting as per rules or you do not want to press it in view of the jurisdictional point and you want to sit down and want to sort it out later on? ابھی آپ اس کو press نہ کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرا خیال ہے جناب والا! اس مسئلہ پر کسی وقت بیٹھ کر بات لی جائے۔ adjournment motion کا مقصد یہ ہوتا ہے جیسے ڈار صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم issues پر focus کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر قانون سازی بھی ہو سکتی ہے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ جو قانون بنے ہوئے ہیں ان پر implementation ہو۔

جناب چیئرمین: اس کو تھوڑا مجھے بھی دیکھنا پڑے گا، میں سوچ رہا ہوں۔ ڈار صاحب نے جو بات کی ہے، in the given present circumstances as objection has come, what rules says and I will have to go as per rules and you need one fourth people of the total membership, 25 people to rise in their seat in your favour. میں سمجھتا ہوں اس کو آپ press نہ کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی ٹھیک ہے میں اس کو press نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: Not pressed. میرا خیال ہے rules کے مطابق ہم نے آدھا گھنٹہ یہ discuss کرلیا ہے now we move to the next item, Item No.2, Legislative business کے لیے کیا نوید قمر صاحب موجود ہیں؟ وہ نہیں موجود تو یہ کون move کرے گا؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں move کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے یہ اعتراض کیا تھا اور نوید قمر صاحب سے بات بھی کی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ مل بیٹھ کر sort out کریں گے۔ جناب چیئرمین! مجھے دو بنیادی اعتراضات ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اس سلسلے میں کمیٹی کی رپورٹ جو آئی ہے، میں نے کمیٹی کے چیئرمین کو خط بھی لکھا ہے۔ اس حیثیت سے میری نگاہ میں یہ unfair ہے کہ کمیٹی کی تین meetings ہوئی ہیں اور چونکہ میری motion پر یہ بل کمیٹی کو گیا تھا۔ میں وہاں بحیثیت mover موجود تھا اور دو meetings میں نے attend کی ہیں اور دونوں میں، میں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ issue دستور اور federation کے principles کا ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں یہ پہلے put تو کیا جائے، Item No. 2 move تو کیا جائے اس کے بعد ہم آگے دیکھیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: انہوں نے put تو کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں پروفیسر صاحب، یہ ابھی move نہیں ہوا۔

آگے-----T05---

T05-28Jan-2012 Er-11 Time 11.30 Mahboob Khan/Ed. Altaf

Mr. Chairman: Please move item No2.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, I beg to move that the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [The Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Opposed sir.

جناب چیئرمین: جی، پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ Bill اس پہلو سے اہم ہے کہ ملک میں power crises شدت اختیار کر گئے ہیں، بہت delay ہو گئی ہے۔ اس معاملے میں private sector and public sector دونوں کو مناسب منصوبے کے تحت مل کر کام کرنا ہوگا اور اس context میں، میں کم از کم اس Bill کی تحسین کرتا ہوں، اسے welcome کرتا

ہوں۔ یہی بات میں نے کمیٹی میں بھی کہی تھی لیکن کمیٹی کی جو رپورٹ پچھلے ہفتے یہاں پیش ہوئی ہے اور اسی وقت میں نے اس پر اعتراض کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ کمیٹی کی تین نشستیں ہوئی ہیں، دو میں، میں نے شرکت کی تھی اور آخری میں، میں شرکت نہیں کر سکا تھا لیکن دونوں نشستوں میں میں نے بہت اہم دستوری سوالات اٹھائے تھے اور کہا تھا اس قانون میں اٹھارھویں ترمیم کے frame work کا لحاظ رکھنا چاہیے جو کہ نہیں رکھا گیا ہے۔ آخری میٹنگ میں، میں نہیں جا سکا، بہر حال میں یہ demand نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس پر مزید غور کرتے، انہوں نے approve کر کے یہاں بھیج دیا لیکن رپورٹ میں میرے اعتراضات کا جو on record موجود ہیں، کوئی ذکر نہیں ہے، یہ unfair ہے۔

نمبر ۲، جہاں تک قانون کا تعلق ہے جیسا میں نے کہا کہ اس کے objectives سے مجھے اتفاق ہے، اس کی ضرورت کو بھی میں محسوس کرتا ہوں لیکن جناب والا! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت جس میں، حکومت ہی نہیں بلکہ میں bureaucracy کو بھی مورد الزام ٹھہراتا ہوں کہ وہ دستور میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھ رہے اور نہایت سہل انگاری کے ساتھ قانون سازی کے معاملات کر رہے ہیں۔ کل بھی سینیٹ میں اس پر بحث ہوئی ہے، سینیٹ کے ارکان بار بار ان issues کو اٹھا رہے ہیں۔ اسی context میں، میں بھی اپنی بات کا حق رکھتا ہوں کہ ہوا کیا تھا، یہ ادارہ پہلے ۱۹۹۴ میں ایک سرکاری notification کے ذریعے بنا۔ میری نگاہ میں وہ بھی غلط تھا، جیسا یہ ادارہ تھا اس کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے تھی لیکن ۱۹۹۴ سے آج تک وہ notification کی بنیاد پر چلتا رہا حالانکہ بیرونی حکومتوں نے، بیرونی investors نے، private sector کو حتیٰ کہ عدالتوں نے اعتراض کیا کہ اس کی جو legal basis ہے وہ ضروری ہے تو یہ اب ۲۰۱۲ میں اٹھارھویں ترمیم پاس ہونے کے بعد قانون آیا ہے لیکن یہ چربہ ہے بعینہ اسی قانون، اسی notification کا جو ۱۹۹۴ میں آیا تھا جو material change اس زمانے میں واقعہ ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ power sector, minerals اب یہ تمام مرکز اور صوبوں کے joint ownership میں ہیں اور کم از کم پچاس فیصد حصہ صوبوں کا ہے۔ صوبے میں بھی projects initiate ہو سکتے ہیں اور مرکز میں بھی۔ صوبوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ private sector کو ملک میں اور ملک کے باہر involve کر سکتے ہیں حتیٰ کہ صوبے اس قسم کے projects پر sovereign guarantee بھی دے سکتے ہیں۔ یہ بڑی material changes ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ جو ادارہ یہاں بنایا گیا ہے، اس کی اہمیت سے ہمیں انکار نہیں ہے لیکن یہ پورے کا پورا ایسا ہے جیسے کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔ اس کا Chairman, Minister for Water and Power ہے۔

Secretary Ministry of Water and Power Member, Secretary Finance, Member, Secretary Petroleum Member, Secretary Planning Member, Chairman Federal Board of Revenue Member, WAPDA Managing Director Member.

صوبوں کو کیا دیا گیا ہے، Chief Secretaries of Provinces اس کے member ہوں گے۔ یہ بالکل مناسب ہے۔ صرف ریکارڈ کی خاطر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر آزاد کشمیر کا ذکر موجود ہے، جسے ہونا چاہیے اس لیے کہ hydel power کے لیے ان کا بہت role ہے۔ گلگت، بلتستان کا بھی ذکر ہے، اسے بھی ہونا چاہیے کہ وہاں بھی بہت اہم area ہے لیکن فاٹا میں بھی بہت اہم area ہے اور فاٹا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آزاد جموں و کشمیر کا ذکر "I" sub clause میں بجا طور پر کیا گیا ہے۔ لیکن میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ Sub clause "J" میں a representative from Gilgit Baltistan ایک سیکریٹری کو رکھا گیا ہے۔ گلگت، بلتستان کی حیثیت ایک صوبے کی نہیں۔ جس طرح آزاد کشمیر کا معاملہ ہے کہ وہ ایک disputed territory ہے اور وہاں پر ایک arrangement ہے اسی طریقے سے گلگت بلتستان بھی ہے۔ اس کا ذکر وہاں "I" کے اندر ہونا چاہیے تھا، "J" میں نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن "J" کو اگر آپ غور سے دیکھیں تو عجیب و غریب بات ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ one representative from private sector from each Province to be appointed by the Federal Government, اس سے زیادہ obnoxious تجویز اور کیا ہو سکتی ہے کہ 2012 میں آپ قانون سازی کر رہے ہیں 1994 کے notification کے چربے کے اوپر، صوبوں کو ان معاملات کے اندر جو اختیار ہے، آپ private sector سے جو افراد لے رہے ہیں، وہ بھی وفاقی حکومت nominate کرے گی، آپ نے اتنی زحمت بھی نہیں کی ہے کہ they should be nominated by every province. Fair enough. اب اگر وہ private sector سے بھی وفاقی حکومت نامزد کرتی ہے اور چار وفاقی سیکریٹری بھی ہیں تب بھی گو اس بورڈ میں اس کی minority ہو گی لیکن ایک substantial position ہو گی۔ لیکن اگر یہ چاروں بھی وفاقی حکومت کرے اور پھر میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ Managing Director بھی وفاقی حکومت نامزد کر رہی ہے حالانکہ اصول یہ ہوتا ہے کہ ایسے معاملات کے اندر کم از کم بورڈ کو کہتے ہیں کہ وہ نامزد کرے۔ اس لیے بورڈ میں مرکز اور صوبوں کی نمائندگی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اس کو مرکز صوبوں کے مشورے سے نامزد کرے لیکن کم از کم بورڈ میں تو ڈالیں کہ جہاں اگر آٹھ آدمی صوبوں کے ہوں گے اور نو یا دس مرکز کے ہوں گے تو چلیے، give and take کے ذریعے سے یہ کام ہو سکے گا۔ میں

سمجھتا ہوں کہ provincial autonomy کے view point سے، اٹھارھویں ترمیم کے اعتبار سے، اس کے تقاضوں کو اس میں نہیں لیا گیا ہے، اس بنا پر میں نے وہاں بھی اعتراض کیا تھا، کوئی جواب نہیں آیا، بلاشبہ کمیٹی کی آخری میٹنگ میں میں شریک نہیں ہو سکا جس میں انہوں نے اس Bill کو approve کر دیا۔ اسی لیے میں نے یہ right لیا کہ میں ایوان میں اپنی بات پیش کروں اور حکومت کو بھی دعوت دوں کہ یہ مسئلہ کوئی سیاسی اختلاف کا نہیں، یہ مسئلہ اس ملک میں فیڈریشن کے نظام کو، اس کی اصل روح کے ساتھ نافذ کرنے کا ہے۔ یہ ایک نازک کام ہے، اگر ہم نے اب بھی وہی کام کیا جو چیز ۱۹۹۴ میں تھی اسی کو ہم اب بھی impose کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوں گی، فاصلے بڑھیں گے، یہ صحیح بات نہیں ہے۔ Private Sector کو ضرور involve کیجیے لیکن private sector کے جو nominees ہیں they should be from the Provinces. They should not be the nominees of the Federation. اگر یہ چیز آپ اسی طرح کرتے ہیں تو مجھے ڈر ہے کہ جس مقصد کے لیے آپ یہ کام کر رہے ہیں، وہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے میں پورے ادب سے عرض کروں گا کہ خدا کے لیے on merit غور کیجیے اور جب میں نے نوید قمر صاحب سے یہ ساری باتیں کیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں! ہمیں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کرنا چاہیے۔ آج وہ موجود نہیں ہیں، میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہ میرے پاس اٹھ کر یہاں آئے تھے، میرے سامنے بات کی، میں نے یہ points ان کو بتائے تو انہوں نے یہ بات کہی کہ ہم اس کو pass تو کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ نے جو بات کہی ہے، ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محمد اسحاق ڈار۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ! جناب چیئرمین۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس Bill کی اہمیت پر تو کوئی دو رائے نہیں ہیں کیونکہ جو multilateral donors ہیں وہ بھی demand کرتے رہے ہیں اور یہ چونکہ کئی دفعہ PPIB میں litigation میں بھی گیا وہاں مسئلہ آتا ہے کہ اس کا statutory status ضروری ہے تو in principle میں support کرتا ہوں کہ PPIB کو ایک statutory status through an act دینا چاہیے لیکن یہ Bill جو قائمہ کمیٹی سے pass ہو کر آیا ہے، with all due respect, as we have found earlier also in State Bank Competition Bill آپ Banking Ordinance دیکھ لیں، Security

Exchange دیکھ لیں، جناب والا! اس میں بڑی improvements کی گنجائش ہے اور ہم ابھی سترھویں صدی میں چل رہے ہیں۔ میں چند چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: یہ چیزیں کیا قائمہ کمیٹی میں discuss نہیں ہوئیں؟

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, I am not a member of the Standing Committee by the way but I wish that they should have looked into these things. They are very common.

اور common intelligence سے آپ ان کو سمجھ لیں گے مثال کے طور پر اس کا جو 6 section ہے اور Sub section 2, the Managing Director shall also act as the Secretary of the Board. جناب والا! آپ کا legal profession ہے کارپوریٹ دنیا میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ ایک ادارے کا جو Managing Director ہے he will also act as secretary to the board. No. کیونکہ وہ ایک prime, focal person ہے باقی تو strangers آپ نے بورڈ میں ڈالے ہوئے ہیں، سیکریٹری فلاں، ex-officio ہیں، Chairman, FBR, Secretary WAPDA فلاں، فلاں تو اگر آپ کی توہین ہوتی ہے، یا تو آپ Secretary, Water & Power کو as secretary to the board ڈال دیتے۔ اگر وہ ایسا نہیں چاہتے کہ کیوں کہ وہ ایک senior personality ہے تو آپ کسی additional secretary کو ڈال دیتے۔۔۔ آگے ٹی ٦

Sial/Rauf(Ed.) T06−28Jan2012 ER1 11.40

سینیٹر محمد اسحاق ڈار:۔۔۔اگر وہ نہیں ڈالنا چاہتے کہ وہ ایک senior personality ہے تو آپ کسی Additional Secretary کو ڈال دیتے۔ Sir, it is inappropriate, nobody in the Board you would find became Secretary to the Board as Managing Director of an Autonomous Body created under statutory بنا رہے ہیں۔ میں نے یہ ابھی پڑھی ہے تو آپ اس کو Secretary to the Board بھی بنا رہے ہیں that means he will always remain subservient to the Board and will never be able to take initiatives which as a Managing Director he should be taking alone. This is number one sir. میں نے جو اس میں note کیا ہے اور جیسے میں نے عرض کی۔ میں نے تو جناب! اس کو ابھی دیکھا ہے۔ I am not member of the

Commission. اسی طرح © 14 جو ہے، آپ کا جو fund ہوگا، اس میں PPIB کو power دے رہے ہیں کہ وہ loan بھی raise
کر سکتا ہے۔ Loans کا مطلب ہے this is basically being statutory body, virtually, it is loans of the
Government of Pakistan یہ پاکستان کے debt میں add ہوگا، اس میں کچھ clarity ہونی چاہیے، You pick up any
statutory body, you will not find کہ وہ loans بھی raise کر سکتے ہیں۔ آپ کی CCP ہے، آپ کا OGRA ہے اور
آپ کے دوسرے ادارے ہیں - میرے خیال میں اس میں بھی they should have reflected کہ اس کی implications کیا
ہیں۔ Sir, I would take you to Section 16, اب اس میں investment کا ہے the PPIB may, in so far as
its moneys are not required to be expanded under this Act, invest amounts in such
manner as prescribed by the Board from time to time but sir, what is "such manner". This
is now world over known کہ triple MA, double MA یا as per the State Bank rules and you
cannot give a carta' blanche to the statutory body جس کا اپنا ذاتی risk نہیں ہے، یعنی جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں
تو this is again very risky. Do you want to happen the same what happened in NICL, what
happened in State Bank. So, we should learn lessons from our past mistakes. جناب! یہاں بھی
ایک improvement کی گنجائش ہے۔ اب audit کی بات ہے again the accounts of the PPIB shall be
audited annually by a reputable firm of Chartered Accountant approved by the Board. جناب!
جہاں بھی public money involve ہے۔۔ نیچے جو proviso لکھا ہوا ہے کہ government special audit کروا
سکتی ہے۔ یہ لکھیں یا نہ لکھیں that is taken for granted کہ آپ اگر کسی ادارے کو ایک روپیا بھی فیڈرل بجٹ سے دیں گے تو
it is the prime right of the government of Pakistan کہ وہ statutory audit کے علاوہ، دوسرا audit کروا
سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں approval of the Board کے ساتھ reputable Chartered Accountant is not
right thing. Again, there are categories we know یا اس Cap "I" کے ساتھ لگاتے یا AG Office کی جو
approved list اس کے ساتھ لگاتے یا State Bank کی جو approved list اس کے ساتھ لگاتے۔

جناب! اسی طرح آپ Section 21, Annual Reports دیکھیں۔

" Of the Chairman of the Board shall submit the same before CCI"

Sir, it is not enough. CCI is a forum which is a coordinating forum.

لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جیسے honourable Prof. Khurshid Sahib نے کہا کہ اس کا impact throughout پاکستان میں

ہونا ہے، اس کا impact AJK میں بھی ہے۔

These annual reports they should have been in addition to CCI, should have been incorporated in this Act will be laid in the Parliament as well as in the provincial assemblies. As we have similar cases like NFC

یا اس طرح کے جو ہمارے ادارے ہیں۔ جناب! یہ ایسی چیزیں ہیں، یہ کوئی میری ذاتی انا کا مسئلہ نہیں ہے it is like improving

piece of legislation کہ جی یہ ہمارا ایک اچھا this piece of legislation which will give a good message

ہے۔ میں کسی دوسرے sister House کے اوپر کوئی reflection نہیں کر رہا لیکن ہمارا ماضی کا experience یہ ہے، جیسے کہ میں

نے آپ کو quote کیا ہے کہ ہم نے Competition Commission میں کوئی تیرہ تا چودہ improvements کیں،

legislation کو کیونکہ ہم نے and they were well taken میں کیں SECC میں اور Banking Ordinance

improve کیا۔ We have brought it to the current standard, not seventieth century. تو جناب! کل

prorogue میں بیٹھا ہوا تھا اور نوید قمر صاحب اس کے لیے he was willing to get into a dialogue آج ابھی آپ

نہیں کر رہے تو آپ ہمیں ایک آدھ دن دے دیں، اگر بیٹھ کر یہ چیزیں improve ہوتی ہیں تو ایسا کرنے میں کیا حرج ہے؟

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔ پروفیسر صاحب نے بھی یہ بات کی کہ نوید قمر صاحب بھی agree ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Alright sir, if he states that then I certainly don't disagree to it but Sir, the submission is that the object of bringing in this legislation is also appreciated by the opposition benches.

اس کی ضرورت کیا تھی؟ اس میں already بڑی delay ہو رہی تھی اور خاص طور پر donor agencies کا بھی ایک بہت بڑا مطالبہ تھا کہ ہم further proceed نہیں کر پا رہے کیونکہ اس کی کوئی statutory حیثیت نہیں ہے، اس لیے اس کی ضرورت تھی۔ جناب! پروفیسر صاحب اور ڈار صاحب نے improvement کی بات کی، دیکھیں improvement کی تو ہر جگہ گنجائش رہتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا قانون بنا ہے اور اس میں مزید بہتری بھی آسکتی ہے، وہ مختلف suggestion سے آسکتی ہے۔ ایسا کرنے میں کوئی harm نہیں ہے۔ جناب! صورتحال یہ تھی کہ private sector and donor agencies کو encourage and opportunities دینے کے لیے بہت سارا pressure تھا اور آپ کو پتا ہے کہ energy crisis بھی ہے۔

If they feel so it may be taken in the next meeting.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے 31st کو رکھ لیتے ہیں۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I am sure he will agree to all that what I have said.

میں نے reasons دی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سب سے پہلے یہ کہتا ہوں کہ پروفیسر خورشید صاحب نے اپنا بڑا comprehensive نکتہ نظر پیش کیا ہے کہ بنیادی طور پر جو 1994 notification سے چلا آرہا ہے، جس کو آج اٹھارہ تا انیس سال ہو گئے ہیں، آج کیا اتنی بڑی emergency آگئی ہے اگر کام چل رہا ہے۔۔

جناب چیئرمین: ہم تو اسے defer کر رہے ہیں۔ آپ emergency کو چھوڑیں، آپ کوئی اچھا point بتائیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں ادھر بھی آرہا ہوں۔ اس PPIB کے Section 6 کی sub-section (i) جس میں یہ دیا گیا ہے کہ

"Chief Secretaries of Provinces and AJ and K or their nominees not below the rank of Additional Secretary or equivalent – Member"

اب جناب چیئرمین! میں سترہ تا اٹھارہ سال کی بات اس لیے کر رہا ہوں کہ اگر وہ کام چل رہا ہے تو چلنے دیں۔ یہ آزاد جموں اور کشمیر ایک اور ملک ہے جس کا اپنا صدر ہے، جس کا اپنا وزیراعظم ہے، جس کی اپنی اسمبلی ہے، جس کو آج تک ہم نے recognize نہیں کیا۔ اس کے پس پردہ پاکستان کی ایک بہت بڑی خارجہ پالیسی ہے جس سے پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کی attachment اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا تعلق ہے تو جناب والا! یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا اس مقصد کو اس قسم کی شقیں ڈال کر defeat دینا ہے؟ یہ over all قومی issue ہے۔ اس کے لیے بے شمار کشمیری لوگ اور بہت سے دوسرے لوگ اپنی جان کی قربانیاں دے چکے ہیں۔ اس قسم کی legislation کر کے آپ دوسرے ملک کے لوگوں کو اس کے members بنا رہے ہیں۔

جناب والا! آپ کا یہ درست فیصلہ ہے کہ اسے defer کیا جائے اور اس کو rethink کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہماری ایک آدھ clause سے ہمارا جو broader national issue ہے وہ کہیں injure ہو جائے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! انہوں نے ایک اور ملک کی بات کی ہے sir, he understands the reality. The State of Azad Jammu and Kashmir which is given in the 1973 Constitution also but still, you know, a controversy is going on at the international forum. جناب جو وزارت برائے کشمیر امور ہے that is the Ministry of the Federal Government, that is dealing with all these issues اور چونکہ یہ private sector کو encourage کرنے کی بات تھی، بہت سارے دریاؤں کا معاملہ اور بہت سارے hydel projects ادھر exist کر رہے ہیں، اس لیے اس کو شامل کیا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ his raising of objections would be very appropriate اگر یہ سارے معاملات کو through an amendment داخل کر دیتے جب یہ بل پہلی مرتبہ یہاں introduce ہوا تھا اور پھر Standing Committee کو گیا تھا تاکہ یہ ساری amendments وہاں پر discuss ہو جاتیں اور ایک اچھا قانون بن کر یہاں آجاتا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ اگر appropriate time پر ان باتوں کو raise کرتے تو بہت اچھا ہوتا۔

Mr. Chairman: Right and the time would have been saved. Yes, Wasim Sajjad Sahib, do you want to say something?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! ایک وضاحت کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں شاہ صاحب یہ کہہ کر بہت دور چلے گئے ہیں کہ وہ ایک علیحدہ ملک ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ آزاد جموں اور کشمیر کے جو شہری ہیں وہ پاکستان کے پاسپورٹ پر باہر جاتے ہیں۔ ان کے پاس پاکستان کا پاسپورٹ ہوتا ہے۔ لہذا وہ بہت دور چلے گئے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ جی یہ ایک علیحدہ ملک ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Item 2 and 3 are deferred for 31st of this month. Yes, Wasim Sajjad Sahib.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! وزیر قانون صاحب یہاں موجود ہوں اور میں نے ان کی توجہ کے لے آپ سے وقت مانگا ہے۔ جناب والا! اٹھارویں ترمیم کے تحت جیسے کہ آپ کو معلوم ہے بہت سی تبدیلیاں کی گئیں خصوصاً Article 62 and 63 میں کچھ ترامیم کی گئیں تھیں اور اس کی پہلی شکل میں اب تبدیل ہو گئی ہے۔ اس کا تعلق ممبران جو پارلیمنٹ کے لیے الیکشن لڑتے ہیں اور جو صوبائی اسمبلی کے لیے لڑتے ہیں وہ ان کی qualifications اور disqualifications کے بارے میں ہے۔ اب اس ترمیم کے بعد۔۔

آگے ٹی 7۔۔۔

T07−28JAN2012 FAZAL\Zafar 11:50 UR7

سینیٹر وسیم سجاد: جاری ہے۔۔۔اب اس ترمیم کے بعد ضروری ہے کہ Representation of People Act میں اور سینیٹ الیکشن ایکٹ میں مناسب جگہ پر ترمیم کی جائے۔ اب ہوا یہ ہے کہ Article 62 and 63 میں جو ترمیم ہو گئی ہے اس کے مطابق Representation of People Act میں ترمیم نہیں ہوئی اس لئے وہاں پر ایک متن چل رہا ہے اور یہاں پر کچھ اور چل رہا ہے۔ یعنی ایک لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ Constitution prevail کرے گا لیکن جس وقت الیکشن آئیں گے تو اس سے بہت ابہام پیدا ہو گا۔

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ اور بھی بے اندازہ laws ہیں they need amendments in view of 18th Amendment.

سینیٹر وسیم سجاد: لیکن مجھے خصوصی طور پر لگتا ہے because I know کہ الیکشن جب بھی آئے گا تو بہت ابہام پیدا ہو گا کیونکہ وہاں پر کچھ لکھا ہوا ہے اور یہاں پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس پر غور کر لیں اور جتنی جلدی ہو اس کی ترمیم اس کے مطابق لے آئیں۔

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ اور بھی کافی laws ہیں اگر آپ تمام کی ترامیم کو دیکھیں تو you will have to amend many laws. I think you should form a Committee for this purpose and look into it, تا کہ the laws which are getting affected by virtue of the 18th Amendment آپ ان کو accordingly amendments کے لئے لے کر آجائیں۔ جی، ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! on the same subject وسیم سجاد صاحب نے تو Article 62 and 63 کے حوالے سے بات کی ہے مثلاً reserved seats کے حوالے سے۔ پہلے یہ تھا کہ as per the previous Act آپ reserved seats کی in advance list دیتے تھے اور اگر ایک جگہ آپ کی خالی ہوئی ہے تو اسی لسٹ سے reserved seat automatically was filled in and the next one would come in. اب after 18th Amendment اس میں properly amendment کی گئی۔ کئی cases میں یہ ہوا ہے کہ وہ list exhaust ہو چکی ہے۔ اب چونکہ exhaust ہو گئی ہے and the seats are vacant تو وہ اب fill نہیں ہو رہی ہیں۔ اچھا ہے کہ آئین should prevail if the law is either silent or repugnant to the provision, we all know that. لیکن جو بابو الیکشن کمیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو وہ بات سمجھ نہیں آتی ہے۔ Either that is *mala fide* that they are not allowing new list. تو جناب! یہ changes فوری طور پر ہونی چاہییں بلکہ اس میں ان کو آپ timeline دیں کہ ایک ہفتہ یا ایک مہینہ کیونکہ یہ اگلے الیکشن کی بات نہیں ہے۔ یہ ابھی بھی issue چل رہا ہے، National Assembly اور provincial Assemblies میں چل رہا ہے، reserved seats خالی ہوئی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ law amend کریں حالانکہ آئین میں ہے کہ they can easily take new list اگر list exhaust ہوتی ہے کسی پارٹی کی but they are not doing it. یہ میں نے جیسے عرض کیا ہے I don't know whether it is innocent or *mala fide* intention but sir, this is a serious problem.

Mr. Chairman: I think, they should form a committee. They should form a Committee to look into all those laws which need amendments after the 18th Amendment. This is a job of the Ministry of Law.

اور Ministry of Law کو خود چاہیے کہ اچھے وکلاء کو دونوں Houses سے لیں۔ .It is up to them to do it جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔مرکزی حکومت کے ایک معزز وفاقی وزیر محترم جناب ڈاکٹر عاصم حسین صاحب، اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو انہوں نے کل دو بڑے راکٹ داغے ہیں۔ ایک یہ کہ یکم فروری سے پانچ روپے بڑھا دیے جائیں گے پٹرول کی فی لیٹر قیمت میں اور اڑھائی روپے ڈیزل کی قیمت بڑھا دی جائے گی۔ جناب چیئرمین! پہلے تو اس قیمت کے بڑھانے پر ہی اعتراض ہے اور یہ اتنی alarming ہے کہ کل سے ہی stakeholders نے اور جنہوں نے پہلی تاریخ تک اس قیمت کا فائدہ اٹھانا ہے انہوں نے stock کر لیا ہے۔ پہلے ہی لوگ مہنگائی سے چیخیں مار رہے ہیں۔ ملک میں ہر آدھے گھنٹے کے بعد مرکزی حکومت تیل اور ڈیزل کی قیمتیں اس خوفناک طریقے سے اگر بڑھادے تو جناب چیئرمین! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ after all یہ مرکزی حکومت کی intention ہے کیا؟ یہ کیا 18 کروڑ عوام کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں یا نیم مردہ دیکھنا چاہتے ہیں، نیم زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے عزائم کیا ہیں؟ اور پھر بالخصوص وہ کونسی مجبوری تھی کہ پانچ دن پہلے announce کرکے لوگوں کو مزید پریشانی میں ڈال دیا جبکہ پہلے ہی بجلی اور گیس کی حالت یہ ہے کہ صرف پاکستان کے دارالحکومت میں، راولپنڈی اور اسلام آباد میں کوئی سیکٹر، سب سیکٹر ایسا نہیں ہے جہاں پر سوئی گیس مکمل طور پر بند نہ ہو۔ بچے بغیر ناشتے کے جاتے ہیں۔ سرکاری ملازمین بغیر ناشتے کے آتے ہیں۔ تو اگر جناب چیئرمین! مرکزی حکومت یہ کام بھی نہیں کر سکتی تو خدارا! ہم منت کرتے ہیں کہ وہ resign کر جائیں۔ یہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔حکومتیں resign کر جایا کرتی ہیں تاکہ لوگ اپنی مرضی کے اور لوگوں کو چن لیں جو ان کو روزمرہ کی چیزیں بجلی، گیس، پٹرول اور ڈیزل تو کم از کم سستے داموں مہیا کریں اور بروقت ان کو دے بھی سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے point of order کا تعلق کل کا کول اکیڈمی پر نو راکٹ داغے جانے سے ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ ہمارے اتنے sensitive ادارے ہیں، ان کی حفاظت کس کی ذمہ داری ہے؟ دو مئی کا واقعہ اسی علاقے میں ہوا ہے۔ اس کے بعد ہمیں توقع تھی کہ شاید جو سوئے ہوئے ہیں وہ جاگ جائیں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب بھی خواب خرگوش میں مبتلا ہیں اور یہ بڑی خوفناک صورتحال ہے کہ اتنے sensitive ادارے کے اوپر ایک ہی دن میں نو راکٹ مارے جاتے ہیں اور کوئی اس کا فوری response نہیں ہے اور intelligence agencies یا سیکورٹی کا نظام کہاں سویا ہوا تھا؟ کیا وقت نہیں آگیا ہے کہ حکومت clearly جواب دے۔ کب تک آخر وہ جوابدہی سے بچیں گے ایسے اہم قومی معاملات کے اوپر۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ، جناب چیئرمین! ایک طرف سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کو کہا کہ یہ فہرستیں فروری میں مکمل کریں اور الیکشن کمیشن اس سے معذوری ظاہر کر رہا ہے۔ دوسری طرف الیکشن کا دارومدار census کے اوپر بھی ہوتا ہے اس طرح سے کہ delimitation ساری census سے تعلق رکھتی ہے۔ اب census کا یہ حال ہے، پہلے میں نے پتا کیا تو اس وقت جو صورتحال تھی اور آج اخبار میں جو آیا ہے تو آج بھی وہی صورتحال ہے۔ اگر یہ census مکمل نہیں ہوتا تو ہم پھر مجبور ہوں گے کہ 1998 کے census کے اوپر الیکشن کرانے پڑیں گے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ میں خود Secretary Statistical Division سے ملا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ 1998 کے statistics بالکل صحیح نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کی تمام پلاننگ جو economic ہے یا دوسری ہے، آپ کے الیکشن ہیں اور delimitation ہے وہ سب ان statistics کے اوپر ہوتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی بھی ہے۔ اب اپنے صوبے میں ہم دیکھتے ہیں، میرا تعلق بھی اس ایریا سے ہے جو پشتون ایریا کہلاتا ہے، وہ طویل عرصے سے اس سے متاثر ہو رہا ہے، ہم سمجھتے ہیں actual صورتحال کو جو تھوڑی بہت سامنے آتی ہے۔ جو partial census ہوا ہے اس کے مطابق 42 and 45% پشتون ہیں لیکن جو ہمیں پارلیمنٹ میں representation مل رہی ہے یا Government jobs میں اور دوسری جگہ پر وہ 26% ہے۔ تو یہ

ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کے توسط سے Government سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جلدی سے یہ census مکمل کریں اور صحیح census کریں تاکہ اس کے اوپر delimitation ہو سکے اور تمام قوموں کو ان کا حق مل سکے۔

Mr. Chairman: Thank you. Dar *Sahib*, Please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! ابھی ایک issue raise ہوا ہے۔ قانون اور rules کے مطابق جب تک OGRA اپنی سمری نہیں بھیجتی حالانکہ وہ بھی ایک extra mind ان کا action ہے ورنہ آپ نے ان کو OGRA قانون کے تحت totally independence دی ہوئی ہے۔ اب how come کہ پانچ دن in advance ایک وزیر صاحب price announce کر رہے ہیں جو کہ کبھی Prime Minister بھی نہیں کرتے۔ جب اضافہ کرنا بھی ہو تو OGRA اعلان کرتی ہے۔ Sir, this is a very serious issue اس کے بارے میں حکومت ان سے پوچھے کہ جی آپ نے کس capacity میں اور کس authority کے تحت یہ بیان دیا ہے۔ کیا OGRA قیمتیں بڑھانے جا رہی ہے؟ دیکھیں جناب! اس statement کے ساتھ normally یہ ہوتا ہے کہ prices میں changes ہوں گی 31 کی شام کو یا 15 تاریخ کو، اگر by weekly کرتے ہیں تو اس وقت temporary shortage آتی ہے کہ رات کو لائنیں لگ جاتی ہیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ صبح price بڑھے گی تو لوگ نہیں دیتے ہیں۔ اب چار پانچ دن پہلے ایسا کر دیا اور پھر issue of price which is more serious than جو اس وقت shortage ہے یہ as a consequence of that ہوا ہے۔

(آگے ٹی 08 پر جاری ہے)

T08–28JAN2012 FAHEEM/ ED Javaid 12:00 NOON ER12

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: (جاری---) that is a consequence, as a consequence of that ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی کی duty لگائیں۔ This is a very serious issue. پانچ دن پہلے ایک وزیر صاحب price announce کر رہے ہیں which is the responsibility of OGRA under the law and rules.

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! جو ڈار صاحب نے جو point raise کیا ہے اس کو دیکھیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! یہ بڑی مناسب بات شاہ صاحب اور ڈار صاحب نے raise کی ہے، اگر یہ Minister for Petroleum کے سامنے raise کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ He could have responded لیکن جو concern انہوں نے پیش کیا، Government fix prices obviously نہیں کرتی، it is the OGRA, they fix the prices and we have to see that what are the suggestions coming from OGRA coming. I don't know exactly whether he made a statement or not.

(مداخلت)

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میں نے تو ان کی آواز میں سنا نہیں لیکن he, certainly, could be asked that in what capacity he had given the statement. We can ask him because it is the OGRA, we have already been saying that it is not the Government which is fixing price of the petroleum. International market کی بات ہو تو پھر OGRA فیصلے کرتی ہے۔ The Government has nothing to do with this. یہ stance ہمارا پہلے بھی رہا ہے۔ We will ask the Minister that in what capacity you said that.

جناب چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں نے سیکر ٹریٹ سے پہلے بھی عرض کی تھی کہ یہ جو پیچھے سفید رنگ کے کیمرے لگے ہوئے ہیں، یہ aesthetically غلط لگ رہے ہیں، ان پر وہی رنگ کرا دیں جو لکڑی کا رنگ ہے۔

جناب چیئرمین: تھوڑے دن میں آپ دیکھیں گے کہ ادھر ٹی وی لگنے والے ہیں، the change will come.

سینیٹر وسیم سجاد: ان کا رنگ وہ ہونا چاہیے جو لکڑی کا رنگ ہے تاکہ وہ اس پر blend ہو جائے۔ ابھی یہ آنکھوں کو تنگ کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: We are putting television.

وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: وہ بھی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ In fact جب یہ کیمرے لگے تھے تو ان کا رنگ بھی مختلف تھا تو میں نے ہی request کی تھی کہ اس کو لکڑی کے مطابق کر دیں اور اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ بہت بہتر لگ رہے ہیں۔ So, I feel that these cameras should also be of the same colours as the wood to blend with the background and if the television screen is fixed, it can also be made to blend with the background.

Mr. Chairman: Good advice. Thank you. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 31st January, 2012 at 4:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 31st January, 2012 at 4:00 P.M.)